کے بندے نہیں بن جاتے۔ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ○ (الحج ۲۲: ۴۱)، "یہ وہ لوگ ہیں جنھیں اگر ہم زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز قائم کریں گے، زکوٰۃ دیں گے، نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے منع کریں گے۔ اور تمام معاملات کا انجام کار اللہ کے ہاتھ میں ہے"۔

بہ ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم کی اس آیت کے برعکس ہم اپنے ٹی وی، ریڈیو اور اخبارات کو پوری قوم کو سود خور، جواری اور فحش کا عادی بنانے کے لیے استعمال کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی غلطی کا احساس دلائے اور اس حرام کام سے توبہ و استغفار کے بعد ہمیشہ کے لیے بچنے کی توفیق دے۔ (ڈاکٹر انیس احمد)

صحیح قرآن نہ پڑھنے والے، امام کے پیچھے نماز

س: ہماری مسجد میں ایک امام صاحب تقریباً ایک سال سے امامت کرا رہے ہیں۔ مگر قرآن پڑھتے ہوئے اکثر غلطیاں کرتے رہتے ہیں مثلاً اکثر مقامات پر "ع" کو نہیں پڑھتے اور اس کی جگہ "الف" پڑھتے ہیں۔ جیسے یعلمون کے بجائے یئلمون اور من شعائر اللہ کے جگہ من شئائر اللہ پڑھتے ہیں۔ اسی طرح بغیر وقف کے رک جانا اور پھر آگے سے شروع کرنا، کبھی کبھی آدھی آیت سے قرات شروع کرتے ہیں اور کبھی آدھی آیت پر رکوع میں چلے جاتے ہیں۔ جب تقریر کرتے ہیں تو ایسی اسرائیلی روایات بیان کرتے ہیں کہ میں نے تو کیا کسی اور نے بھی نہ سنی ہوں گی۔ جب ان کو کہتے ہیں کہ یہ آپ غلط پڑھتے ہیں تو فرماتے ہیں کہ اس سے معنی میں فرق نہیں آتا۔ ایک ہی غلطی بھول سے نہیں، بلکہ بار بار کرتے ہیں اور بتانے پر غصے بھی ہو جاتے ہیں۔ اس وجہ سے میرے والد صاحب نے تو ان کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دیا ہے اور مجھے بھی نماز پڑھتے ہوئے مزہ نہیں آتا۔ کیونکہ میرے خیال میں قرآن میں ایک زیر کا اضافہ یا کمی اپنی طرف سے کرنا اور پھر کہنا کہ اس سے معنی میں فرق نہیں آتا، بہت بڑی زیادتی ہے۔ براہ مہربانی اس الجھن کو دور فرمائیں۔

ج: نماز پڑھانے کے لیے ایسا امام مقرر کرنا چاہیے جو صحیح قرات کرتا ہو۔ آپ نے جن امام صاحب کے حالات لکھے ہیں وہ انتہائی تشویش ناک ہیں لیکن جب تک متبادل اچھے قاری کا انتظام نہیں ہو جاتا یا وہ اپنی اصلاح نہیں کر لیتے اس وقت تک انھی کی اقتدا میں نماز پڑھنی چاہیے۔ اگر حروف کو مخارج سے نہیں بلکہ مخارج کے قریب بھی ادا کرتے ہوں تب بھی نماز جائز ہو جائے گی۔ واللہ اعلم

اسی طرح اسرائیلی روایات کو جو کتاب و سنت کے خلاف ہوں، بیان کرنا جائز نہیں ہے۔ اس سے ان کو منع کرنا مناسب ہے۔ لیکن اس کے لیے حکمت کا طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔ سختی یا توہین آمیز طریقے سے نہیں۔ (ع - م)

بائبل کے مطالعے سے قبل بسم اللہ کا پڑھنا

س: بائبل کا مطالعہ کرنے اور مذہبی معلومات حاصل کرنے کے لیے بائبل کے کسی حصے کا مطالعہ شروع کرنے سے پہلے ایک مسلمان کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا چاہیے یا نہیں؟ اگر پڑھنا جائز ہے تو کیا دل میں پڑھیں یا زبان سے؟

ج: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہر جائز کام سے پہلے، جو حقیر نہ ہو، پڑھنے کی ہدایت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہر ذی شان کام جو اللہ کی حمد سے شروع نہ کیا جائے" بے برکت ہو جاتا ہے۔ اس کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے اور وہ جذام کی بیماری لیے ہوتا ہے۔

موجودہ بائبل محرف ہے۔ اس میں کچھ باتیں اصل کتاب میں سے باقی ہیں۔ اس لیے ان کے مطالعے کی نیت سے بسم اللہ زبان اور دل دونوں سے پڑھنا جائز بلکہ بہتر ہے۔ بائبل کی وہ باتیں جو قرآن پاک کے مطابق ہوں گی انھیں اصل کتاب سے سمجھا جائے گا اور جو اس کے خلاف ہوں گی وہ یہودی اور عیسائی علما کی طرف سے اضافے ہیں۔ واللہ اعلم (ع - م)

خانقاہ کی شرعی حیثیت

س: ترجمان القرآن (مئی ۹۸) میں رسائل و مسائل کے تحت "خانقاہ کو مرکز ہدایت بنایئے" پڑھ کر چند اشکال پیدا ہوئے۔ کیا خانقاہ کی کوئی شرعی حیثیت ہے؟ خانقاہ کے نظام کو تقویت دینا کیا قبر پرستی کی قبیح رسم کو تقویت دینا نہیں ہے؟ کیا عرس منانے کی اجازت دینے سے عرس کے موقع پر ہونے والی خرافات بالخصوص عورتوں کی شرکت جیسے مسائل کو جواز نہ مل جائے گا؟ جواب واضح نہیں ہے۔ وضاحت فرمادیں۔

ج: خوشی ہوئی کہ آپ تحریر کا تنقیدی نقطہ نظر سے مطالعہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے جذبے میں برکت پیدا فرمائے۔ جہاں تک خانقاہی نظام کا تعلق ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ تربیت کے لیے انتظامی تدابیر اپنے اپنے حالات اور ادوار کے لحاظ سے کرنا جائز ہے۔ بدعت کا تعلق انتظامی طریقوں سے نہیں ہو گا۔ مثلاً جماعت اسلامی ایک تنظیم ہے۔ اس کا ایک تربیتی پروگرام ہے یعنی ہفتہ وار اجتماعات، ماہانہ اجتماع، مطالعہ لٹریچر وغیرہ۔ تبلیغی جماعت کا بھی ایک طریق کار ہے۔ اسی طرح علما کا تعلیمی سلسلہ ہے اور صوفیا کا اصلاح نفس کے لیے لائحہ عمل ہے۔ ان تمام طریقوں کے ذریعے، اگر کوئی شخص کتاب و سنت کے خلاف کوئی بات نہیں بتلاتا تو بدعات کا ارتکاب نہیں کرتا اور یہ طریقے جائز ہوں گے۔ اس لیے کہ مقصد ان سب کا اصلاح نفس اور تعلیم و تربیت ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے ہر ایسی تدبیر جائز ہے جو ممنوع نہ ہو اور اسے صرف